

محمد بن عمر الواقدی کی شخصیت۔ جرح و تعدیل کے تناظر میں

محمد منشاء طیب*

احسان الرحمن نوری**

محمد بن عمر الواقدی، نام و نسب اور شخصیت:

آپ کا نام محمد بن عمر بن واقد، کنیت ابو عبد اللہ اور نسبت الواقدی، المدنی، الاسلامی تھی۔ آپ کے دادا قبیلہ اسلم کی شاخ بنو هشم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اسی وجہ سے اسلامی کی نسبت استعمال کی جاتی ہے جبکہ مدنی کی نسبت استعمال کرنے کی وجہ وطن کی طرف نسبت ہے۔ واقدی کی نسبت آپ کے دادا واقد کی طرف انتساب کی وجہ سے ہے۔ خود آپ نے کئی جگہ پر اپنے آپ کو ابن واقد کہہ کر متعارف کرایا ہے (۱)۔ ابن خلکان نے بھی اسی بات کی تصریح کی ہے۔ (۲) ابن الاشیر فرماتے ہیں۔

”الواقدی..... هذه النسبة الى واقد و هو جد ابي عبد الله محمد بن عمر بن واقد.“ (۳)

واقدی واقد کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ اور واقد ابو عبد اللہ محمد بن عمر کے دادا تھے۔ جبھو تذکرہ نگاروں کے مطابق آپ بنو اسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ البتہ امام کتابی نے الرسالہ امتنع فہ میں ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ بنو هاشم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ لیکن جمہور کی مخالفت کی بناء پر یہ قول مردود ہے۔ (۴) یہ دوہی اسلم قبیلہ ہے جس کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تھی۔

”اسلم سالمہا اللہ“ (۵) اللہ بنو اسلم قبیلے کو سلامت رکھے۔

پیدائش:

آپ کی پیدائش کے سلسلے میں اہل علم کے ہاں تین اقوال ہیں۔

۱۔ ابن سعد اور ابن ندیم وغیرہ کے ہاں آپ کی تاریخ پیدائش کا سال ۱۳۰ ہجری ہے۔ (۶)

۲۔ امام ذہبی نے سیر میں آپ کی ولادت ۱۲۰ ہجری کے بعد کوئی سال قرار دی ہے۔ (۷)

۳۔ امام صدقی نے الوفی بالوفیات میں اور صاحب الجمیل الزاهرہ نے ۱۲۹ ہجری قرار دیا ہے۔ (۸)

واقدی کا اپنا بیان ۱۳۰ ہجری کا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں۔

”اخبرنی ابو عبد الله الواقدی انه ولد سنة ثلاثين و مائة“ (۹)

آپ کی تاریخ پیدائش کے متعلق راجح قول ۱۳۰ ہجری کا ہی ہے کیونکہ خود واقدی کا اپنا بیان بھی ۱۳۰ ہجری کا ہے اور

* پی اچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

** اسٹینٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

جبہور تذکرہ نگاروں کے ہاں بھی بھی قول معتبر ہے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز مدینہ منورہ ہی سے ہوا۔ مختلف روایات سے پتا چلتا ہے کہ آپ نے نو عمری ہی سے تحصیل علم کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ خود واقدی ایک جگہ پر لکھتے ہیں۔

”سمعتهامن الا صبغ بن عبد العزیز وانا غلام۔“ (۱۰)

”میں نے یہ اشعار صبغ بن عبد العزیز سے اس وقت سنے جب میں بھی نو عمر تھا۔“

اسی طرح آپ کے ۲۰ سال کی عمر میں کوفہ کی طرف سفر کرنے سے بھی پتا چلتا ہے کہ آپ نے نو عمری ہی میں تحصیل علم شروع کر دیا تھا۔

اساتذہ:

واقدی کے شیوخ اور اساتذہ کی تعداد بھی سو سے تجاوز ہے۔ خطیب بغدادی اور رذہبی نے جو نام ذکر کیے ہیں ان میں سے مشہور نام یہ ہیں ابن ابی ذئب، معبر بن راشد، مالک بن انس، ابو عشر السنی، اسماعیل بن زید، سفیان الشوری اور محمد بن عجلان المدنی قابل ذکر ہیں۔ (۱۱)

علمی مقام و مرتبہ:

امام واقدی دوسری صدی ہجری اور تیسرا صدی ہجری کے اوائل کے مشہور اور نامور سیرت نگار ہیں۔ آپ سید و مجازی کے امام ہونے کے ساتھ ساختہ حدیث، فقہ، تفسیر و قراءت اور اسلامی تاریخ میں بھی خصوصی درک رکھتے تھے۔ آپ کے بے مثال قوت حافظہ اور وسعت علم کی تمام مشاہیر نے تعریف کی ہے اور سیرت نگاری میں آپ کی خصوصی دسترس اور آپ کے قائدانہ کردار کو تعلیم کیا ہے۔ سیرت نگاری کے میدان میں آپ نے ایک جدا گانہ اسلوب اختیار کیا ہے۔ فن سیرت نگاری میں آپ کی مہارت اور خصوصی اہتمام کی وجہ سے ہی آپ کے بعد آنے والا کوئی بھی سیرت نگار آپ سے مستغفی نہیں ہو سکتا۔ علم سیرت کے باب میں آپ کی ذات انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی تھی۔ بھی وجہ ہے کہ متقد میں تو کامتاخرین سیرت نگاروں میں سے بھی کسی کی کتاب آپ کے حوالے کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ اگر چہ آپ کو حدیث کے باب میں ضعیف شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن آپ پر جرح کرنے والے علماء بھی علم سیرت کے میدان میں آپ کے علم کی وسعت کے مترف ہیں جیسا کہ ابن حجر نے آپ کو متروک کہا ہے لیکن اس کے باوجود علامہ واقدی کی اکثر کتب حافظ ابن حجر کے مطالعہ میں رہتی تھیں اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں بھی جا بجا مردیات واقدی نظر آتی ہیں۔

آپ کے علم و فضل، وسعت علم اور علم سیرت میں خصوصی مقام و مرتبہ کی وجہ سے ہی کبار محدثین اور فقهاء بھی بوقت

ضرورت آپ کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔
حضرت عبداللہ بن مبارکؓ فرماتے ہیں:

”كنت أقدم المدينة فما يفيدني ولا يدلني على الشيوخ إلا الواقدي.“ (۱۲)
”میں مدینہ آتا تو مجھے واقدی کے علاوہ نہ تو کسی سے کوئی فیض پہنچتا اور نہ کوئی اساتذہ حدیث کا پہنچتا تھا۔“

تصنیفات:

امام واقدی کی شیرات تصانیف بزرگ تھے۔ صاحب الفہرست ابن ندیم نے علامہ واقدی کی ۲۸ کتب کے نام گنوائے ہیں۔ (۱۳) جن میں سے سیرت نبویہ کے متعلقہ چار کتب کے نام یہ ہیں
۱۔ کتاب التاریخ والمعازی والمبعث ۲۔ کتاب از واج النبی
۳۔ کتاب وفات النبی ۴۔ کتاب السیرۃ

باقی کتب رسول اکرمؐ کے بعد کے تاریخی واقعات پر مشتمل ہیں۔ البتہ علامہ واقدی کی شہرت کی وجہ، ان کی کتاب ”کتاب التاریخ والمعازی والمبعث“ ہے جو کتاب المغازی کے نام سے معروف ہے۔

امام واقدیؓ کی شخصیت:

امام واقدیؓ ایک معہمہ نیز شخصیت ہیں۔ اصحاب جرح و تعدیل میں سے کچھ لوگوں نے ان کو موتهم اور متروک خیال کیا ہے اور بعض نے تو اس پر اتفاق نقل کیا ہے گویا ان کے ہاں امام واقدی کے موثقین کی چند اس اہمیت نہیں۔ مگر یہ بھی عجیب بات ہے کہ سیر، مغازی، انساب، تاریخ، رجال اور طبقات کے تقریباً تمام مصنفوں ان کے محتاج ہیں اور واقدی کے اقوال اور روایات کے بغیر ان کی کتاب مکمل نہیں ہوتی بالخصوص ان کے شاگرد محمد بن سعد کے ذریعے ان کی روایات کو آنکھیں بند کر کے قبول کر لیا جاتا ہے۔ جبکہ واقدی کا ذکر آئے تو انہیں کذاب اور داستان گو کہا جاتا ہے۔ اصول الحدیث کے قواعد کے مطابق قaud وہ ہوتا ہے جس کی احادیث کو چھوڑ دینے پر حفاظت ائمہ نے اتفاق کر لیا ہوا اور ان کے ہاں ان احادیث کی کوئی اہمیت نہ ہو جبکہ واقدیؓ کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔ کیونکہ موصوف کی جرح اور تعدیل میں علمائے نقاد کا اختلاف ہے اسی وجہ سے اس مشہور امام کے معاملہ میں تحقیق ضروری ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کیا واقعی واقدیؓ کے ترک پر اتفاق ہے یا یہ محض عبث دعویٰ ہے۔ اگر واقدیؓ کے معاملہ میں اختلاف ثابت ہو جائے تو ان پر جرح کے اسباب کی تفصیل اور تفسیر طلب کی جائے گی کیونکہ قاعدہ یہ کہتا ہے کہ:

”من ثبت توثيقه بيقين فلا يقبل فيه الجرح إلا مفسرا بيقين.“ (۱۴)
”جس کی تیقینی تو شیق ثابت ہو تو اس پر وہی جرح قابل قبول ہو گی جو مفسراً تیقینی ہو گی۔“

حقیقت یہ ہے کہ اگر امام و اقدی کو کسی نے ضعیف کہا ہے تو کسی نے ان کو امیر المؤمنین فی الحدیث بھی کہا ہے۔ ابن سید الناس اپنی کتاب عیون الائڑ کے مقدمہ میں رقم طراز ہیں:

”اپنے زمانے میں محمد بن عمر الواقدی سیر و مغازی کے باب میں سنکا درج رکھتے تھے یہ الگ بات ہے کہ محمد بن الحنفی پر کلام ہوا اور واقدی پر اس سے بھی شدید کلام ہوا۔ البتہ اس کے بعد ان کی توثیق عام ہو گئی۔“ (۱۵)

خطیب بغدادی امام و اقدی کی شخصیت کے بارے میں تاریخ بغداد میں رقم طراز ہیں:

”واقدی ان لوگوں میں سے ہیں جن کا ذکر مشرق و مغرب میں عام ہے۔ تاریخ سے واقف کار حضرات سے ان کی شهرت مخفی نہیں۔ ان کے ہاں سیر و مغازی، طبقات، تاریخ، نبی کی زندگی اور وفات کے بعد واقعات، فقہ و اخلاق فی حدیث اور دیگر علوم و فنون کی اس قدر کتب تھیں کہ کئی سوار یا ان کی کتب لے کر چلتی تھیں۔ وہ بہت نیاض، وسیع الظرف اور رحیٰ انسان تھے۔“ (۱۶)

امام و اقدی کے بارے ان کے شاگرد اben سعد فرماتے ہیں:

”واقدی سیر و مغازی، فتوح، حدیث و احکام میں لوگوں کے اختلاف اور اجتماعی مسائل کے عالم تھے۔“ (۱۷)

امام مالک نے بھی واقدی کو بعض معاملات میں جھٹ مانا ہے۔ احمد بن یعقوب فرماتے ہیں ہمارے دادا نے ہمیں بتایا کہ امام مالک سے جادو گرنی کے بارے سوال کیا گیا کہ کیا وہ قتل کی گئی تھی؟ آپ نے فرمایا: دیکھو واقدی سے اس بارے کوئی روایت ہے، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ واقدی نے اس معاملہ میں ضحاک بن عثمان سے روایت کی تھی۔ امام مالک نے واقدی کی اس بیان کردہ روایت پر قاععت فرمائی۔ محمد بن صالح فرماتے ہیں:

”امام مالک سے دریافت کیا گیا کہ نبی نے اس عورت کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جس نے خبر کے موقع پر آپ کو زہر دیا تھا؟ امام مالک نے فرمایا: بھی مجھے اس کا علم نہیں میں اہل علم سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ راوی کے بقول امام مالک، امام واقدی سے ملے تو انہوں نے بتایا کہ وہ عورت قتل کر دی گئی تھی۔ امام مالک نے سائل کو بتایا کہ میں نے اہل علم سے پوچھا تو ان کے بقول وہ عورت قتل کر دی گئی تھی اسی طرح صاغنی، ذہلی، ابو عبید اور مجھی نے ان کی توثیق کی اور ثقات رواۃ نے واقدی سے بیان کیا۔“ (۱۸)

فن سیرت کے اس مشہور امام کی جرح و تعلیل میں اختلاف کے اس قضیے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم ذیل میں ان کے متعلق اقوال جرح و تعلیل اور ان کی تفصیلات پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالتے ہیں۔

امام واقدی کے بارے میں اقوال تعلیل:

۱۔ عبد العزیز بن محمد در اوردی سے واقدی کے بارے میں سوال کیا گیا:

”ما قل في الواقدي؟“ قال: تستأني عن الواقدي! اسل الواقدي عنى، وقال مرة: ذاك

امير المؤمنين في الحديث“ (۱۹)

”آپ واقدی کے بارے میں کیا کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا: تم مجھ سے واقدی کے بارے میں سوال کرتے ہیں؟ واقدی سے میرے بارے سوال کیجیے (وہ مجھ سے عظیم المرتبت ہیں) ایک دفعہ فرمایا: واقدی حدیث میں مونوں کا امیر ہے۔“

۲۔ یزید بن ہارون:

آپ واقدی کے بارہ میں گویا ہوتے ہیں:

”محمد بن عمر الواقدي ثقة“ (۲۰)

”محمد بن عمر الواقدي ثقة ہے۔“

۳۔ مصعب بن عبد اللہ الأزدي:

واقدی کے متعلق یہ بیان دیتے ہیں کہ

”والله ما رأينا مثله قط، قال مصعب و حدثني من سمع عبد الله يعني ابن المبارك يقول“

كنت أقدم المدينة فلا يفديني ولا يدلني على الشيوخ إلا الواقدي“ (۲۱)

”اللہ کی قسم! میں نے اس جیسا شخص کبھی نہیں دیکھا، مزید فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا ہے جس نے عبد اللہ بن مبارک سے سنائیں جب مدینہ آتا تو میں واقدی سے مستفید ہوتا اور وہ اصحاب علم و فضل کی طرف میری راہ نہماں کرتے۔“

۴۔ محمد بن اسحاق مسیعی:

واقدی کے متعلق ان سے سوال کیا گیا تو فرمانے لگے:

”ثقة مامون“ (۲۲) وہ ثقة اور مامون ہے

۵۔ عباس عنبری:

واقدی کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے ہیں:

”الواقدي احب الى من عبد الرزاق“ (۲۳)

”واقدی مجھے عبد الرزاق سے زیادہ محبوب ہے۔“

۶۔ محمد بن اسحاق الصانعی:

و اقدی کے بارے میں کچھ اس انداز سے گویا ہوتے ہیں:

”لولا انه عندي ثقه ما حدثت عنه“ (۲۳)

”اگر و اقدی میرے نزدیک ثقہ نہ ہوتا تو میں اس سے روایت ہی کیوں کرتا۔“

۷۔ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحرمی:

و اقدی کی توثیق کیلئے یوں رقطراز ہیں:

”الواقدی امین الناس علی اهل الاسلام“ (۲۵)

”و اقری اہل اسلام میں لوگوں کا امین ہے۔“

۸۔ ابو حیجی الرھری:

آپ فرماتے ہیں کہ:

”ثقة مأمون“ (۲۶) [و اقدی] ثقة اور مأمون ہے

۹۔ محمد بن احمد الدہلی فرماتے ہیں:

”و اللہ لو لا انه عندي ثقه ما حدث عنه اربعة ائمه: ابو بکر بن ابی شیبہ، و ابو عبید، ..

قال الراوی .. و احسبه ذکر ابا خیشمة و رجالا اخر.“ (۲۷)

”اگر وہ میرے نزدیک ثقہ نہ ہوتے تو ان سے چار آئمہ روایت نہ کرتے یعنی ابو بکر بن شیبہ، ابو عبید، ابو خیشہ اور ایک چوہا آدمی۔“

امام و اقدی کے بارے میں اقوال جرح:

۱۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ:

علم جرح و تعلیل کے امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

”اغرب الواقدی علی رسول اللہ ﷺ عشرین الف حدیث“ (۲۸)

”و اقدی نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۰ ہزار انوکھی حدیثیں بیان کیں۔“

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ”الواقدی لیس بشیء“ (۲۹) و اقدی کی کوئی حیثیت نہیں۔

۲۔ امام احمد بن حنبل:

نے ان الفاظ میں موصوف پر جرح کی ہے۔

”یقلب الاحادیث اوپر کب الاسانید“ (۳۰) احادیث میں رد و بدل کرتا تھا یا اسانید صحیح کرتا تھا۔

۳۔ محمد بن بشار:

آپ فرماتے ہیں کہ:

”مارایت اکذب منه“ (۳۱) میں نے اس سے بڑھ کر جو موٹا شخص نہیں دیکھا۔

۴۔ ابو حاتم رازی:

علم جرح و تدعیل کے مسلم امام ابو حاتم رازی و اقدی کے متعلق فرماتے ہیں:

”انہ کان یضع“ (۳۲) بے شک وہ (حدیثین) گھڑتا تھا۔

اس طرح امام ابو حاتم رازی انہیں ”متروک الحدیث“ بھی کہتے ہیں۔ (۳۳)

۵۔ محمد بن اسماعیل البخاری:

علم حدیث کے امیر المؤمنین امام محمد بن اسماعیل البخاری و اقدی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

”محمد بن عمر الواقدی ابو عبد الله الاسلامی مدنی قاضی بغداد ترکوہ“ (۳۴)

”محمد بن عمر الواقدی ابو عبد اللہ الاسلامی مدنی جو بغداد کے قاضی ہیں حدیثین نے اس کو ترک کر دیا ہے۔“

جبکہ دوسرے ائمہ نے ”متروک الحدیث“ کے الفاظ میں امام صاحب کی جرح نقش کی ہے۔ (۳۵)

اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ”ستواعنة“ کے الفاظ میں بھی و اقدی پر جرح کرتے ہیں۔ (۳۶)

۶۔ ابراہیم بن یعقوب الجوز جانی رحمۃ اللہ علیہ:

امام ابراہیم بن یعقوب الجوز جانی فرماتے ہیں:

”الواقدی لم یکن مقنعاً“ (۳۷) و اقدی ایسا عادل نہیں جس کی شہادت قابل قبول ہو۔

۷۔ ابو زرعہ الرازی:

و اقدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

”ترک الناس حدیثہ“ (۳۸) کہ لوگوں نے اس کی حدیث کو چھوڑ دیا ہے۔

محمد بن عمر الواقدی کی شخصیت

۸۔ ابو داؤد^ر

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث البجاتی واقدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

”لا اکتب حدیثه ولا احدث عنه“ (۳۹)

”نہ میں اس کی حدیثیں لکھتا ہوں اور نہ ہی اس سے حدیث بیان کرتا ہوں۔“

۹۔ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائی^ر

امام ابو عبد الرحمن النسائی جو کہ شیخ الاسلام اور ناقہ الحدیث ہیں، واقدی کے بارے میں فرماتے ہیں:

”محمد بن عمر الواقدی متروک الحدیث“ (۴۰)

”محمد بن عمر الواقدی متروک الحدیث ہے۔“

۱۰۔ ابو بشر الدوالبی^ر

ابو بشر الدوالبی واقدی کے بارے میں کہتے ہیں:

”متروک الحدیث“ (۴۱) وہ متروک الحدیث ہے۔

۱۱۔ ابن عدی^ر

ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی نے واقدی کو اپنی کتاب الکامل فی الفحفاء الرجال میں ذکر کیا ہے۔

موسوف سے یہ بھی منقول ہے:

”احادیثه غیر محفوظة والبلاء منه“ (۴۲)

(اس کی حدیثیں غیر محفوظ ہیں اور [غیر محفوظ ہونے کی] آفت اسی کی وجہ سے ہے۔

۱۲۔ دارقطنی^ر

امام دارقطنی فرماتے ہیں:

”الضعف يتبع على حدیثه“ (۴۳) ضعف اس کی حدیث میں واضح ہوتا ہے۔

”او کبھی ”ضعیف“ کہہ کر بھی واقدی پر جرح کرتے ہیں۔“ (۴۴)

امام واقدی^ر پر جرح کی تفسیر:

علامہ واقدی پر علمائے جرح و تدہیل نے جرح کی ہے، ان کے اقوال کی تفصیل اور تفسیر پر غور کیا جائے تو چند نکات

سامنے آتے ہیں:

(۱) جمع اسانید:

امام واقدی پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ روایات سیرت ذکر کرتے ہوئے اسناد جمیع سے کام لیتے تھے۔ امام احمدؓ جو اکثر واقدی کی کتب کا مطالعہ کرتے رہتے تھے واقدی کے جمع اسانید پر تقيید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لیس انکر علیه شيئاً إلا جمعه الاسانید، و مجیئه بمتن واحد علی سیاقہ واحدة، عن

جماعۃ وربما اختلفوا“ (۳۵)

”امام احمد کو ان پر صرف یہ اعتراض تھا کہ وہ تمام سندوں کو جمع کر کے سب لوگوں سے ایک ہی سیاق پر متن لے آتے ہیں حالانکہ بعض اوقات ان لوگوں کا باہم اختلاف ہوتا تھا۔“

(۲) تقلیب الاحادیث:

امام احمدؓ نے علامہ واقدی پر جرح کرتے ہوئے ان کو احادیث کی سند میں ”تقلیب“ کا مرتكب بھی قرار دیا ہے۔ امام احمدؓ فرماتے ہیں:

”لم نزل ندافع امر الواقدی حتى روی عن معمر عن الزهری عن نبهان عن أم سلمة عن النبي صلى الله عليه وسلم أفععهما وان انتما، فجاء بشيء لا حيلة فيه، والحديث حديث يونس لم يروه غيره. أى تفرد به يونس عن الزهری“ (۳۶)

”هم ہمیشہ واقدی“ کے معاملے کا دفاع کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے معمراً عن الزهری عن نبهان کے واسطے حضرت ام سلمہ سے ”أفععهما وان انتما“ والی نبیؐ کی حدیث روایت کی، وہ ایسی روایت لائے جس کے بعد ان کے حق میں کوئی چیز نہیں رہتی کیونکہ یہ یونس کی حدیث ہے اسے کسی اور نے روایت نہیں کیا یعنی یونس زہری سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔“

امام احمد بن حنبلؓ کے صاحبزادے عبداللہ واقدی کے حوالے سے امام احمدؓ کا قول نقل کرتے ہیں:

”ما أشک في الواقدی انه كان يقلبها يعني الاحاديث.“ (۳۷)

”مجھے اس بات میں کوئی شک نہیں کہ واقدی احادیث میں تقلیب کا مرتكب تھا۔“

اسی طرح امام ابو داؤد واقدی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

”لا اكتب حديثه ما أشک أنه كان يقلب الحديث.“ (۳۸)

”میں اس کی احادیث نہیں لکھوں گا کیونکہ مجھے اس کے احادیث میں تقلیب / بدلتے میں کوئی شک نہیں۔“

ایک روایت کے مطابق امام ابو داؤد احمد نے علی بن مدینی سے فرمایا:

”کیف یستحل اُن نکتب عن رجل روی عن عمر حديث نبھان مکاتب ام سلمة وهذا

حدیث تفرد به یونس۔“ (۲۹)

”ہمارا ایسے شخص کی روایات لکھنا کیسے درست ہو جائے جو کہ عمر سے حضرت ام سلمہ کے مکاتب نبھان کی حدیث روایت کرتا ہے حالانکہ اس حدیث کو نقل کرنے میں یونس متفرد ہے۔“
یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

”کان یقلب احادیث یونس فی صرها عن عمر، لیس بشقة۔“ (۵۰)

”وہ یونس کی احادیث میں تقلیب کرتے ہوئے، عمر سے نقل کرتا ہے، اس لیے وہ شقہ نہیں ہے۔“
امام ابو داؤد دوسری جگہ واقدی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”لیس ینظر الواقدی فی کتاب الا تبین فیه امرہ، روی فی فتح الیمن و خبر العنssi
احادیث عن الزہری لیست من حدیث الزہری۔“ (۵۱)

واقدیؓ کی اس کتاب کو معتبر سمجھا جائے گا جس میں اس کا معاملہ واضح ہو بصورت دیگر قابلِ اتفاقات نہیں، اس نے فتح
یمن اور عنssی کے بارے زہری سے روایات بیان کیں حالانکہ وہ زہری کی احادیث نہیں۔

(۳) مجہول الحال سے روایت:

امام واقدیؓ پر جرح کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ وہ مجہول الحال لوگوں سے مردیات بیان کرتے ہیں۔ امام یحییٰ بن معین
فرماتے ہیں:

”نظرنا فی حدیث الواقدی فوجدنا حدیثه عن مدنیین عن شیوخ مجھولین احادیث
مناکیر فلقنا يتحمل أن تكون تلك الأحادیث مناکير منه و يتحمل أن تكون منهم ثم
نظرنا إلى حدیثه عن ابن أبي ذئب و عمر فانه يضبط حدیثهم فوجدناه قد حدث عنهما
بالمناکير فعلمنا انه منه فتركتنا حدیثه۔“ (۵۲)

”ہم نے واقدیؓ کی احادیث ملاحظہ کیں تو پتہ چلا کہ وہ مجہول مدنی شیوخ سے منکر احادیث بیان کرتا ہے، ہم نے
خیال کیا یہاں ہر دو احتمال موجود ہیں یا تو یہ احادیث واقدیؓ کی طرف سے منکر ہوں گی یا اس کے شیوخ کی طرف
سے، پھر ہم نے اس کی عمر اور ابن ابی ذئب سے روایت کردہ احادیث کو ملاحظہ کیا تو دیکھا کہ وہ ان سب کی
احادیث منضبط کرتا ہے اور ان سے منکر روایات بیان کرتا ہے۔ اس طرح ہم نے جان لیا کہ یہ منکر روایات اس کی
اپنی طرف سے ہیں اور ہم نے اس کی احادیث ترک کر دیں۔“

اب ہم ذیل میں ترتیب وار ان تینوں اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ پتہ چل سکے کہ امام موصوف پر وارد ہونے والے ان اعتراضات کی حقیقت کیا ہے۔

اسناد جمیٰ کا استعمال اور اس کا پس منظر:

علامہ واقدی اسناد جمیٰ کا استعمال کرتے تھے۔ یہ ایسا منع ہے کہ جس میں علامہ واقدی منفرد نہیں ہیں بلکہ بہت سے دوسرے اہل علم کا بھی یہی طریقہ کار تھا۔ اس دور کے تقریباً سب سیرت نگاروں کا منع یہی تھا کہ بہت سے راویوں کی روایات کو سمجھا کر کے بیان کرتے تھے۔ ان کو رواۃ کی الگ الگ اسناد کے ساتھ بیان نہیں کرتے تھے یہ کسی حد تک مورخ کی مجبوری بھی ہے کہ اس نے واقعہ کو مر بوط شکل میں بیان کرنا ہوتا ہے۔ جب کہ محدثین کے پیش نظر یہ چیز نہیں ہوتی اس لیے وہ صرف روایات کے ذکر پر اتفاقاً کرتے ہیں۔ اسی باعث جب حافظ ابراہیم الحرمی سے امام احمدؓ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا:

”کہ میں واقدی پر اس لیے تقدیم کرتا ہوں کہ وہ اسناد کو جمع کر کے ایک متن کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔“ کے

بارے میں سوال کیا گیا تو ابراہیم الحرمی نے فرمایا:

”ولیس هذا عبیاً، قد فعل هذا الزهری وابن اسحاق.“ (۵۳)

”یہ کوئی عیب نہیں کیونکہ زہری اور ابن الحنف نے بھی ایسا کیا ہے۔“

ایک روایت کے مطابق ابراہیم الحرمیؓ نے فرمایا:

”ولم؟ وقد فعل هذا، ابن اسحاق، كان يقول حدثنا عاصم بن عمرو عبدالله بن أبي بكر

و فلان و فلان والزهرى قد فعل هذا.“ (۵۴)

”اور صرف واقدی ہی مطعون کیوں؟ حالانکہ ابن الحنف نے بھی ایسا کیا، وہ کہتا تھا! ہمیں عاصم بن عمر، عبدالله بن

ابو بکر اور فلان نے بیان کیا نیز زہری نے بھی ایسا کیا ہے۔“

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ واقدی کے جمع اسناد کے پیش نظر مقصود یہ تھا کہ طلباء کے لیے سبق میں آسانی ہوا سکی دلیل وہ واقعہ ہے کہ جب واقدی کے مسجد نبوی کے درس کے دوران بعض شاگردوں نے کہا کہ آپ ہر راوی کی روایات کو الگ الگ اسناد کے ساتھ بیان کیا کریں۔ امام صاحب نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن اس طرح درس بہت طویل ہوا کرے گا طلباء نے کہا کہ ہمیں منظور ہے۔ آپ ایک ہفتہ تک غائب رہے جب پڑھانے کے لیے آئے تو ہمیں جلدیں لے کر آئے اور کہا یہ غرذہ واحد کے بارے میں تمام راویوں کے الگ الگ بیانات کا مجموعہ ہے اس پر طلباء نے کہا کہ ردنا الی الامر الاول۔ ہمیں پہلے طریقے کے مطابق ہی درس دیجیے۔ (۵۵)

(۲) احادیث میں تقلیب کا ارتکاب:

علامہ واقدیؒ پر امام احمد کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ سند حدیث میں "تقلیب" کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس اعتراض کی حقیقت یہ ہے کہ امام احمد مذکورہ حدیث کو اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن مبارک کے واسطہ سے وہ یونس بن یزید کے واسطہ سے زہری سے روایت کرتے ہیں کہ زہریؒ کو بہان نے حدیث بیان کی اور انھیں سیدہ ام سلمہ نے بیان کیا کہ "میں اور میونہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ عبد اللہ بن ام مکتوم حاضر ہوئے۔ یہ واقعہ جاپ کی فرضیت کے بعد کا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ ان سے پردہ کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا وہ ناپیش نہیں؟ نہ وہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ پہچان سکتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی ناپیش ہو؟ کیا تم بھی نہیں دیکھ سکتیں؟" اس حدیث کو علامہ واقدیؒ نے دوسری سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علامہ واقدیؒ کے نزدیک زہری سے بیان کرنے والے عمر ہیں جبکہ مذکورہ بالا سند میں جس کو امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اس میں زہریؒ سے روایت کرنے والے یونس بن یزید ہیں: واقدی کی اس سند پر تبصرہ کرتے ہوئے امام احمدؓ نے فرمایا:

"لَمْ نُزِّلْ نَرَاجِعَ أَمْرَ الْوَاقِدِيِّ حَتَّى رَوَى عَنْ مُعْمَرِ بْنِ الزَّهْرَى عَنْ نَبِهَانَ فَجَاءَ

بَشِّيْءَ لَا حِيلَةَ فِيهِ، وَالْحَدِيثُ حَدِيثُ يُونِسَ لَمْ يَرُوهُ غَيْرُهُ." (۵۶)

"ہم ہمیشہ واقدیؒ کے معاملے کا دفاع کرتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے معمعر بن الزہری عن نبھان کے واسطے حضرت ام سلمہ سے "افعمنا و ان انتما" والی نبیؑ کی حدیث روایت کی، وہ ایسی روایت لائے جس کے بعد ان کے حق میں کوئی چیز نہیں رہتی کیونکہ یونس کی حدیث ہے اسی اور نے روایت نہیں کیا یعنی یونس زہری سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔"

اسی طرح امام احمدؓ نے امام علی بن مدینؑ کو فرمایا:

"کیف یستحل اُن یکتب عن رجل روی عن معمعر حدیث نبھان مکاتب ام سلمہ وهذا

حدیث یونس تفرد بہ۔" (۵۷)

"ہمارا ایسے شخص کی روایات لکھنا کیسے درست ہو جائے جو کہ معمعر سے حضرت ام سلمہ کے مکاتب نبھان کی حدیث روایت کرتا ہے حالانکہ اس حدیث کو لفظ کرنے میں یونس متفرد ہے۔"

امام احمدؓ کا یہ دعویٰ کہ اس حدیث کو بیان کرنے میں یونس بن یزید متفرد ہیں۔ درست معلوم نہیں ہوتا کیونکہ خطیب نے مذکورہ حدیث کو اپنی سند سے یوں بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"قَالَ أَحْمَدَ بْنَ مُنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي مَرْيَمٍ أَخْبَرَنَا نَافِعٌ بْنُ يَزِيدٍ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ

عن نبهان ”

امام احمد بن منصور الرمادی فرماتے ہیں۔ ابن ابی مریم جب اس حدیث کو بیان کر کے فارغ ہوئے تو مسکرانے لگے۔ امام رمادی نے فرمایا کہ آپ کیوں مسکراتے ہیں تو انھوں نے اس حدیث کے بارے میں امام احمدؑ کے قول (هذا حدیث تفرد به یونس) کا ذکر کیا اور فرمایا کہ اس سند میں ابن ابی مریم بواسطہ نافع بن یزید عقیل سے روایت کرتے ہیں اور عقیل یونس بن یزید سے اعلیٰ ہیں۔ ابن ابی مریم نے فرمایا جمارے مصری اساتذہ امام زہریؓ کی احادیث پر خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ (۵۸)

یعنی خطیب نے مذکورہ حدیث عقیل کی سند سے روایت کی ہے۔ اسی طرح خطیب نے یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ احمد بن منظور الرمادی نے مذکورہ حدیث عقیل کے واسطے سے ابن شہاب زہریؓ سے روایت کرنے کے بعد فرمایا:

”هذا مما ظلم فيه الواقدي.“ (۵۹)

”یہ وہ روایت ہے جس کے معاملے میں واقدیؓ پر ظلم کیا گیا۔“

اس سند کو حافظ ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

”ورواه الذهلي أخبرنا سعيد بن أبي مریم أخبرنا نافع بن یزید عن عقیل عن الزهرى.“ (۶۰)

”اس حدیث یونس کو، یونس کے علاوہ بھی کسی نے زہری سے روایت کیا ہے۔“

امام ذہبیؓ نے امام احمد کا گذشتہ مذکورہ قول ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

”فهذا حدیث یونس ما رواه غيره عن الزهرى.“ (۶۱)

مذکورہ بحث سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ مذکورہ حدیث امام سلمہ کو زہری سے بیان کرنے میں یونس متفرد نہیں ہے۔ اسی طرح امام احمد بن منصور الرمادی کا مذکورہ سند کو عقیل کے واسطے سے بیان کر کے یہ کہنا کہ یہ وہ روایت ہے جس کے بارے میں امام واقدی پر ظلم کیا گیا اس سے بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ سند محتمل ہے۔ یعنی واقدی معمر سے بیان کرتے ہیں۔ خطیب نے مذکورہ سند عقیل سے بیان کی ہے جبکہ امام احمد کا موقف ہے کہ اس روایت کو بیان کرنے میں یونس بن یزید متفرد ہے۔ امام ابن سید الناس نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

”فقد ظهر في هذا الخبر أن یونس لم يتفرد به وإن قد تابعه عقیل فلا مانع من أن يتابعه“

”معمر حتى لو لم عقیل لكان محتملا وقد يكون فيما رمى به من تقليل الاخبار ما ينحو“

”هذا النحو.“ (۶۲)

اس خبر میں ظاہر ہوا کہ یونس اس میں متضد نہیں اور جب عقیل نے یونس کی متابعت کی تو اس سے بھی کوئی چیز مانع نہیں کہ عمر یونس کی متابعت کرے نیز اگر عقیل متابعت نہ بھی کرتا تو پھر بھی عمر کی متابعت کا احتمال موجود تھا اور واقدی پر جو تقلیب اخبار کی تہمت گلی ہے وہ بھی بعض اسی نوع کی ہے۔

۳۔ مجهول الحال سے روایت:

امام واقدی پر تیسرا اعتراض یہ ہے کہ وہ مجهول شخص سے روایت کرتے ہیں اس اعتراض کی حقیقت یہ ہے کہ واقدی کا طریقہ کارا اور منبع یہ تھا کہ وہ روایت لیتے وقت اس شخص کو ترجیح دیتے تھے جو خود شریک واقعہ ہو کیونکہ واقعہ کی جس قدر فاصلہ اس کے پاس ہوں گی اور کے پاس نہیں اور جس قدر اہتمام کے ساتھ اور جزئیات کے ساتھ وہ واقعہ کو بیان کرے گا کوئی اور نہیں۔ اس بات کی مزید تشریح واقدی کے اس قول سے ہوتی ہے جو خطیب نے نقل کیا ہے جس میں واقدی اپنے اسلوب کی وضاحت کرتے ہیں:

”مَا ادْرَكَ رِجْلًا مِّنْ أَبْنَاءِ الصَّحَابَةِ وَأَبْنَاءِ الشَّهِيدَاءِ، وَلَا مُولِي لَهُمْ إِلَّا وَسَأَلْتَهُ هُلْ سَمِعْ
أَحَدًا مِّنْ أَهْلِكَ يَخْبُرُكَ عَنْ مَشَهُدِهِ وَأَيْنَ قُتُلَ فَإِذَا أَعْلَمْنَى مَقِيْتَ الْمَوْضِعِ
فَاعْيَاْنِهِ.“ (۲۳)

”میں جب بھی کسی صحابی اور شہید کی اولاد یا ان کے غلاموں کو ملتا تو میں اس سے دریافت کرتا کیا تو نے اپنے خاندان میں سے کسی سے ان شہداء اور مقتولین کی جائے شہادت یا مقتل کے بارے سنائے؟ اگر وہ مجھے بتا دیتا تو میں اس جگہ پہنچ کر خود اس کا معاشرہ کرتا۔“

چنانچہ مغازی، سیر اور تاریخ کے میدان میں یا اسلوب اور طریقہ کار بہت مقبول اور کار آمد ہے اور امام واقدی اس اسلوب کے بانی ہیں لیکن محمد بن حضرت کے ہاں یہ طریقہ کار قبل قبول نہیں کیونکہ ان کے ہاں حدیث اخذ و قبول میں شدت احتیاط پائی جاتی ہے۔

ابن سید الناس واقدی کے بارے میں تقدیمی اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

”سعة العلم مظنة لكثرة الإغراب، وكثرة الإغراب مظنة للتهمة، والواقدی غير

مدفوع عن سعة العلم فكر بذلك غرائب وقد روينا عن على بن المديني انه قال:

للواقدی عشرون ألف حديث لم نسمع بها، وعن يحيى بن معين أغرب الواقدی على

رسول الله في عشرة ألف حديث وقد روينا عنه من تبعه آثار مواضع الواقع.

وسؤاله أبناء الصحابة والشهداء ومواليهم عن احوال سلفهم ما يقتضي انفرادا

بروایات و اخبار لا تدخل تحت الہر، وکثیراً ما یطعن فی الروای بروایة وقعت له من انکر تلک الروایة علیه واستغربها منه، ثم یظہر له أولغیره بمتابعة متابع او سبب من الاسباب برأته من مقتضى الطعن فیتخلص بذلك من العہدة۔“ (۲۳)

”جہاں وسعت علمی ہو وہاں کثیر غریب روایات کا بھی گمان ہوتا ہے اور جہاں کثرت غرائب ہو وہاں تہمت کا گمان بھی ہوتا ہے جبکہ واقدی کی وسعت علمی کا انکار نہیں اس کی وجہ اس کی غریب روایات کا بکثرت ہونا بھی ہے۔ ہم نے علی ابن المدینی سے روایت کیا انھوں نے فرمایا: واقدی کی بیس ہزار ایسی احادیث ہیں جن کے بارے ہم نے نہیں سناء، بیکی بن معین سے مقول ہے: واقدی نے نبی سے بیس ہزار غریب احادیث بیان کیں۔ ہمیں واقدی کے بارے یہ معلوم ہوا کہ وہ واقعات کی جگہوں کے آثار تلاش کرتا، صحابہ اور شہداء کے بیٹوں اور غلاموں سے ان کے اسلاف کے بارے سوال کرتا۔ اور یہ چیزیں کچھ ایسی روایات و اخبار میں انفرادیت کی متفاضلی ہیں جو کہ قطعیت کے دائرة کار میں داخل نہیں اور اکثر کسی راوی کو روایت کے معاملے میں وہی مطعون کرتا ہے جو اس روایت سے نادلیف ہو اور اسے غریب سمجھتا ہو۔ پھر جب وہی روایت کسی کی متابعت یا کسی اور سبب سے سامنے آتی ہے تو وہ اس مطعون راوی کو طعن سے بری قرار دیتی ہے۔ اس طرح وہ راوی اس معاملہ میں خلاصی پاتا ہے۔“

ابن سید الناس کے اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ واقدی سے مردی اکثر غریب مردویات کی وجہ واقدی کی وسعت علم ہے اور اسی کثرت کی وجہ سے واقدی کو تمہر کہا گیا اور ان پر تقدیم کی گئی اور یہ تقدیم بالخصوص ائمہ حدیث کی طرف سے کی گئی کیونکہ وہ حدیث نبوی کے باب میں عدالت، ثقاہت اور ضبط کو بنیادی حیثیت دیتے ہیں۔

امام ابن کثیر قرما تے ہیں:

”والواقدي عنده زيادات حسنة و تاريخ محرر غالبا، فإنه من أئمة هذا الشأن الكبار، وهو

صدق في نفسه مكثار۔“ (۲۵)

امام بزرانے واقدی کی طرف منسوب (غلط) اقوال کو فقط ظن و گمان قرار دیا ہے۔ انھوں نے مند بزر میں فرمایا:

”وقد روى الناس عن الواقدي وتكلموا فيه ولم يثبتوا عليه حجة الا ظنا۔“ (۲۶)

”لوگوں نے واقدی سے روایت کی اور اس میں کلام کیا جبکہ ان پر سوائے ظن و تخيیل کے کوئی جدت قائم نہیں کی۔“

خلاصہ بحث:

امام محمد بن عمر الواقدي دوسری صدی ہجری کے مشہور اور نامور سیرت نگار ہیں۔ اگرچہ آپ کے بارے میں

اصحاب جرح و تدمیل کے ہاں دو آراء پائی جاتی ہیں۔ کچھ علماء آپ کو ضعیف قرار دیتے ہیں، جبکہ کچھ علماء کے ہاں آپ کی توثیق پائی جاتی ہے۔ امام موصوف روایات سیرت کے بیان میں انتہائی شاندار اسلوب کے حامل ہیں۔ آپ پر وارد ہونے والے اعتراضات میں ایک اہم اعتراض یہ ہے کہ آپ مجہول الحال راوی سے روایت بیان کرنے میں کوئی حرخ نہیں سمجھتے لیکن اس امر کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اس راوی سے روایت لینے کو ترجیح دیتے تھے جو خود شریک واقعہ ہو یا شریک واقعہ کا قریبی عزیز ہو۔ اسی طرح آپ پر یہ اعتراض بھی ہے کہ آپ اسناد جنم سے کام لیتے ہیں حالانکہ اس امر میں تمام سیرت نگار متفق ہیں کیونکہ یہ ایک مورخ کی مجبوری ہے کہ اس کو معلومات سیرت کو ایک مربوط واقعی کی شکل میں بیان کرنا ہوتا ہے۔ آپ پر جو قلب اسناد کا اعتراض کیا جاتا ہے اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ الغرض امام واقدی سیرت و تاریخ کے امام ہیں جن سے اس میدان میں صرف نظر کرنا ممکن نہیں امام یا قوت حموی ان کے بارے میں رقم طراز ہیں: تاریخ و سیر، فقہ اور دیگر علوم میں وہ بالا جماع ثقہ ہیں (۷۶) نیز حافظ ابن حجر فتح الباری میں جا بجا ان سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں۔

حواشي وحوالات

- ١- واقدي، محمد بن عمر، كتاب المغازى تحقيق: الدكتور مارسدن جونس، مطبعة جامعة أوكرن، ١٩١١، ٣٢٨/٣، ابن خلكان، احمد بن محمد بن ابي بكر، وفيات الاعيان وابناء ابناء الزمان، ٣٣٨/٣،
- ٢- الجزرى، عز الدين، ابن الاشیر، المباب في تهذيب الانساب ٣٥٣/٣
- ٣- الكتانى، محمد بن جعفر، الرسالة المستطرفة، ٣٥١/٨، دار الكتب العلمية، بيروت.
- ٤- البخارى، محمد بن اساعيل، صحیح بخاری، رقم الحديث: ٣٥١٢، مكتبة الرشد، الرياض.
- ٥- ابن سعد، محمد بن سعد البغوي، الطبقات الکبرى، دار الصادر، بيروت، ٣٣٥/٧، ابن نديم، محمد بن اسحاق الفهرست، دار المعرفة، بيروت، ١٩٧٨، ص: ١٣٣.
- ٦- ذبى، محمد بن احمد بن عثمان، سير اعلام البلاع، مؤسسة الرسالة، بيروت - ١٤٣٠، ٣٥٣/٩.
- ٧- صفوى، صلاح الدين خليل، الاولى بالوفيات، دار المشر، بيروت، ٢٣٨/٣، ابن قتري بردى، انجم الزاہر في ملوك مصر والقاهرة، دار النشر، بيروت، ١٨٣/٢.
- ٨- ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبرى ٣٣٥/٥، ٣٣٣/٥،
- ٩- واقدي، كتاب المغازى، ٣٩١/١، ٣٥٣/٩.
- ١٠- ذبى، سير اعلام البلاع، ٣٥٣/٩، الخظيب البغدادى، احمد بن علي، ابو بكر، تاريخ بغداد، ١٣٢/٣.
- ١١- الخظيب البغدادى، احمد بن علي، ابو بكر، تاريخ بغداد، ٩/٣.
- ١٢- ابن نديم، محمد بن اسحاق، الفهرست، دار المعرفة، بيروت، ١٩٧٨، ١٣٣،
- ١٣- سخاوي، شمس الدين ابو الحسن محمد بن عبد الرحمن، فتح المغيث بشرح الفيء الحديث، ٢٣٣/٢، مكتبة الشه، مصر.
- ١٤- ابن سيد الناس، محمد بن احمد، عيون الاشراق فيون المغازى والشمائل والسير، ١٤١/١، دار القلم، بيروت.
- ١٥- تاريخ بغداد، ٩/٣، ٣٣٥/٧، الطبقات الکبرى، ٧/٢.
- ١٦- تاريخ بغداد، ٩/٣، ٣٣٥/٧،
- ١٧- تاريخ بغداد، ٩/٣، ٣٣٥/٧،
- ١٨- تاريخ بغداد، ٩/٣، ٣٣٥/٧،
- ١٩- تاريخ بغداد، ٩/٣، ٣٣٥/٧،
- ٢٠- سير اعلام البلاع، ٣٥١/٩،
- ٢١- تاريخ بغداد، ٩/٣، سير اعلام البلاع، ٣٥٨/٩، ٣٥٨/٩، ابن حجر عسقلاني، احمد بن علي، تهذيب التهذيب، ٣٦٧/٩، دار الفكر، بيروت، ١٩٨٣،
- ٢٢- تاريخ بغداد، ٩/٣، ٣٣٦/٩،
- ٢٣- تاريخ بغداد، ٩/٣، ٣٣٦/٩،
- ٢٤- سير اعلام البلاع، ٣٤١/٩،
- ٢٥- المرى، جمال الدين، حافظ، تهذيب الکمال في اسماء الرجال، ١٢١/١، بيروت، دار الفكر، ١٣١٣/٥، ١٩٩٣/٥،
- ٢٦- تاريخ بغداد، ١١/٣، ٣٦٧/٩،
- ٢٧- تاريخ بغداد، ١٣/٣، ٣٦٧/٩،
- ٢٨- تاريخ بغداد، ١٣/٣، ٣٦٧/٩،
- ٢٩- تاريخ بغداد، ١٣/٣، ٣٦٧/٩،
- ٣٠- تاريخ بغداد، ١٣/٣، ٣٦٧/٩،
- ٣١- تهذيب التهذيب، ٣٦٧/٩، ٣٦٧/٩،
- ٣٢- تهذيب التهذيب، ٣٦٧/٩، ٣٦٧/٩،
- ٣٣- الذهبي، أبي عبد الله محمد بن احمد بن عثمان، ميزان الاعتدال في نقد الرجال، ٢٢٥/٣، دار المعرفة، بيروت

- ٣٣ - بخاري، محمد بن إسحاق، تاريخ الصيف، ١/٢٢١، دار الفكر، بيروت.
- ٣٤ - النسائي، أمام الحافظ أبي عبد الرحمن، أحمد بن شعيب، كتاب الصفعاء والمتر وكين، ١/٣٠٣، ترجمان النساء، لاهور، باكستان، الجرجاني، أبي أحمد عبد الله بن عدي، الكامل في الصفعاء الرجال، ٦/٢٢٣٥، دار الفكر، بيروت - تاريخ بغداد، ٣/١٥، تهذيب الكلال، ٧/١٠٠، ميزان الاعتدال، ٣/٢٦٣، تهذيب التهذيب، ٩/٣٢٣٩.
- ٣٥ - سير اعلام العالم، ٩/٣٥٧، تاريخ الكبير، ١/١٧٨.
- ٣٦ - تاريخ بغداد، ٣/١٥، تاريخ بغداد، ٣/٣٥٨.
- ٣٧ - تهذيب التهذيب، ٩/١٥.
- ٣٨ - تهذيب التهذيب، ٩/٣٦٧.
- ٣٩ - تاريخ بغداد، ٣/١٥.
- ٤٠ - الصفعاء والمتر وكين، ١/٣٠٣.
- ٤١ - تهذيب التهذيب، ٩/٣٦٧.
- ٤٢ - ميزان الاعتدال، ٣/٢٦٣.
- ٤٣ - ميزان الاعتدال، ٣/٢٦٣.
- ٤٤ - سير اعلام العالم، ٩/٣٥٨.
- ٤٥ - تاريخ بغداد، ٣/١٥.
- ٤٦ - تهذيب الكلال، ٢٦/١٨٥.
- ٤٧ - تاريخ بغداد، ٣/١٢٦.
- ٤٨ - تهذيب الكلال، ٣/١٢٦.
- ٤٩ - تاريخ بغداد، ٣/١٢٦.
- ٥٠ - تاريخ بغداد، ٣/١٢٦.
- ٥١ - تاريخ بغداد، ٣/١٢٦.
- ٥٢ - ابن أبي حاتم، أبو محمد عبد الرحمن، الجرح والتعديل على ابن حاتم، ٨/٢١، دار أحياء ارث العرب، بيروت.
- ٥٣ - تاريخ بغداد، ٣/١٨٠.
- ٥٤ - تاريخ بغداد، ٣/١٨٠.
- ٥٥ - تاريخ بغداد، ٣/١٨٠.
- ٥٦ - تاريخ بغداد، ٣/١٩٠.
- ٥٧ - تاريخ بغداد، ٣/١٩٠.
- ٥٨ - سير اعلام العالم، ٩/٣٦٣.
- ٥٩ - سير اعلام العالم، ٩/٣٦٣.
- ٦٠ - ابن عساكر، أبو القاسم علي بن الحسن، تاريخ دمشق، ١٩/٢٦٢، دار الفکر للنشر والتوزيع، بيروت.
- ٦١ - سير اعلام العالم، ٩/٣٥٣.
- ٦٢ - ابن سيد الناس، محمد بن محمد بن أحمد، عيون الاشتبه في فنون المغازي والشمائل والسير، ١/١٢، دار القلم، بيروت.
- ٦٣ - تاريخ بغداد، ٣/١٩٠.
- ٦٤ - ابن سيد الناس، محمد بن محمد بن أحمد، عيون الاشتبه في فنون المغازي والشمائل والسير، ١/١٢.
- ٦٥ - ابن كثير، أبو الفداء إسحاق بن عمر، البداية والنهاية، ٣/٢٣٣، دار الفکر للنشر والتوزيع، بيروت.
- ٦٦ - البراء، أبو بكر محمد بن عمرو، مسن البراء، ٢/٣٦٥، مكتبة العلوم والحكم، مدريسة منوره.
- ٦٧ - مجمع الادباء، ١٨/٢٧٩.